نورِھدایت
NOOR E HIDAYAT

10

اسلام میں عورت کا مقام

از: ابو منیبہ

اعلائے کلمۃ اللہ کی خاطر جان کی بازی لگانے والے ابطال کے قلم سے لکھے گئے تلخ وشیریں، سنہرے الفاظ سے بھرپور مضامین کا سلسلہ بعنوان نورِھدایت

ttpspokesman.official@gmail.com
umar.media.ttp@protonmail.com
www.umarmediattp.com
t.me/umarmediabot
UMAR MEDIA

اسلام میں عورت کا مقام

از: ابومنیبہ

اسلام کا مقصدتمام دنیا کو ایک سطح پر لانا تھا۔ اس کی شہنشاہی میں پست و بلند، شاہ و گدا، امیرو غریب، وضیع و شریف، عالم و جاہل، عورت و مرد سب میانہ حیثیت رکھتے ہیں۔ اس لیے اس نے اپنی تعلیمات، احکام وقوانین کے ذریعہ سے تمام دنیا کومساوات کا پیغام سنایا۔ جس سے مذہب، اخلاق، تمدّن اور سیاست کا قالب بدل گیا اور اس میں وہ نئی روح حرکت کرنے لگی جس کے پیدا کرنے کو اہلِ اسلام اپنا فرضِ اوّلین خیال کرتے تھے۔اسلام سے پہلے دنیا نے جس قدرترقی کی تھی، صرف ایک صنف (مرد) کی اخلاقی اور دماغی قوّتوں کا کرشمہ تھی۔ مصر، بابل، ایران، یونان اور ہندوستان مختلف عظیم الشاّن تمدن کے چمنِ آرا تھے۔ لیکن ان میں صنفِ نازک (عورت) کی آبیاری کا کچھ دخل نہ تھا۔ اسلام آیا تو اس نے دو صنفوں (مرد وعورت) کی جدوجہد کووسائلِ ترقی میں شامل کرلیا اس لیے جب اسکے باغِ تمدّن میں بہارآئی تو ایک نیا رنگ و بو پیدا ہوگیا۔

عورت کو دنیا نے جس نگاہ سے دیکھا وہ مختلف ممالک میں مختلف رہی ہے۔ مشرق میں عورت مرد کے دامنِ تقدّس کا داغ ہے، روما اس کوگھرکا اثاثہ سمجھتا ہے، یونان اس کوشیطان کہتا ہے، تورات اسکو لعنتِ ابدی کا مستحق قراردیتی ہے، کلیسا اس کو باغِ انسانیت کا کانٹا تصوّر کرتا ہے، یورپ اس کو خدا یا خدا کے برابر مانتا ہے۔ لیکن اسلام کا نقطۂ نظر ان سب سے جداگانہ ہے، وہاں عورت نسیم اخلاق کی نکہت اور چہرہ انسانیت کا غازاسمجھی جاتی ہے۔

امام بخاریؒ نے اپنی صحیح میں حضرت عمرؓکا یہ قول نقل کیا ہے کہ مکہ میں ہم لوگ عورتوں کو بالکل ہیچ سمجھتے تھے۔ مدینہ میں نسبۃً ان کی قدرتھی، لیکن جب اسلام آیا اور خدا نے ان کے متعلق آیتیں نازل کیں تو ہم کو ان کی قدرو منزلت معلوم ہوئی۔ عرب جاہلیت کے رسم دخترکشی پر نظرڈال کر پیغمبرِ اسلامﷺ کے اس قول پر

يَا أَنْجَشَةَ! رُوَيْدَکَ بِالْقَوَارِيرِ۔

"انجشہ! دیکھنا یہ آبگینے ہیں۔"

غور کرو تو تم کو حضرت عمرؓ کے قول کی صحیح تشریح معلوم ہوگی۔

اسلام نے صرف یہی نہیں کیا کہ عورتوں کے چند حقوق متعین کردیئے بلکہ ان کو مردوں کے مساوی درجہ دے کرمکمل انسانیت قراردیا۔ صحیح بخاری میں وارد ہوا ہے:

اَلرَّجُلُ رَاعٍ عَلٰى اَهْلِهٖ وَهُوَ مَسْئُوْلٌ، وَالْمَرْاَةُ رَاعِيَةٌ عَلٰى بَيْتِ زَوجِهَا وَهِيَ مَسْئُوْلَةٌ۔۳

"مرد اپنے اہل کا راعی بنایا گیا ہے اور اس سے اس کے متعلق جواب طلب ہوگا اور عورت شوہر کے گھرکی راعیہ ہے اور اس سے اس کے متعلق بازپرس ہوگی۔"

سنن ابن ماجہ میں اس کی مزید تشریح ہے:

لَيْسَ تَمْلِكُوْنَ مِنْهُنَّ شَيْئًا غَيْرَ ذٰلِکَ اِلَّا اَنْ يَّاْتِيْنَ بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ۔۴

"تم کو عورتوں پر بجز مخصوص حقوق کے کوئی دسترس حاصل نہیں ہے، لیکن ہاں جب کوئی گناہ کریں۔"

اس بنا پر اسلام میں عورت کی جو قدرو منزلت قائم ہوئی وہ بلحاظِ نتائج دیگر اقوام و مذاہب سے بالکل مختلف تھی، تمام دنیا اپنی قومی تاریخ پرنازکرتی ہے اور بجا طور پرکرتی ہے، لیکن اگر اس سے یہ سوال کیا جائے کہ ان افسانہائے پارینہ میں صنف نازک کی سعی و کوشش کا کس قدرحصہ تھا؟ تو دفعۃً ہرطرف خاموشی چھا جائے گی اور فخروغرورکا سارا ہنگامہ سرد ہوکرہ جائے گا، یونان بلاشبہ اپنی "ربات النوّع" کوپیش کرسکتا ہے، ہندوستان متعدّد عصمت و عفاف کی دیویوں کے نام لے سکتا ہے، یورپ کا "گولڈن ڈیڈس" چند جنگ آزما عورتوں کومنظرِعام پرلاسکتا ہے لیکن کیا ان کی وجہ سے دنیا نے کچھ بھی ترقی کی ہے؟ اور تمدّن کا قدم ایک انچ بھی آگے بڑھ سکا ہے؟ تاریخ ان سوالات کا جواب نفی میں دیتی ہے۔

قومی تاریخ کوچھوڑ کراگردنیا کی مذہبی تاریخ کا مطالعہ کرو تو صاف نظرآئے گا کہ اس کے اوراق بھی صنفِ نازک کے عظیم الشاّن کارناموں سے خالی ہیں۔ مصر اس سلسلہ میں آسیہؓ بنت مزاحم کوپیش کرے گا، تورات مریمؓ اخت ہارونؑ کوآگے بڑھائے گی، ناصرہ مریم عذراءؓ کوسامنے لائے گا، ان خاتونوں کی مذہبی بزرگی اور عظمت مسلمّ ہے لیکن کیا ان مقدّس اور پاک خاتونوں کا کوئی مذہبی یا اصلاحی کارنامہ تاریخ نے بھی یاد رکھا ہے؟

بخلاف اس کے اسلام نے جن پردہ نشینوں کو اپنے کنارِعاطفت میں جگہ دی انہوں نے دنیا میں بڑے بڑے عظیم الشاّن کام انجام دیئے ہیں جو تاریخ کے صفحات میں نمایاں طور پرنظرآتے

ہیں۔بطورنمونہ چندپیش خدمت ہیں ۔

۱)مذہبی کارنامے

مذہبی خدمات کے سلسلے میں سب سے اہم خدمت جہاد ہے اور صحابیاتؓ نے جس جوش، جس خلوص، جس عزم اور جس استقلال سے اس خدمت کو ادا کیا ہے اسکی نظیر مشکل سے مل سکے گی۔ غزوۂ اُحد میں جب کہ کافروں نے عام حملہ کردیا تھا اور آنحضرتﷺ کے ساتھ صرف چند جاں نثارہ گئے تھے۔ حضرت اُمّ عمارہؓ آنحضرتﷺ کے پاس پہنچیں اور سینہ سپر ہوگئیں، کفاّر جب آپ پر بڑھتے تھے تو تیر اور تلوار سے روکتی تھیں، ابن قمیئہ جب درّاتا (غرّاتا) ہوا آنحضرتﷺ کے پاس پہنچ گیا تو حضرت اُمّ عماّرہؓ نے آگے بڑھ کر روکا چنانچہ کندھے پر زخم آیا اور غار پڑگیا انہوں نے تلوار ماری لیکن وہ دوہری زرہ پہنے ہوئے تھا، اس لیے کارگر نہ ہوئی۔ جنگِ مسیلمہ میں انہوں نے اس پامردی سے مقابلہ کیا کہ بارہ زخم کھائے اور ایک ہاتھ کٹ گیا۔

غزوۂ خندق میں حضرت صفیہؓ نے جس بہادری سے ایک یہودی کو قتل کیا اور یہودیوں کے حملہ کو روکنے کی جو تدبیر اختیار کی وہ بجائے خود نہایت حیرت انگیز ہے۔

۲ غزوۂ حنین میں حضرت اُمّ سلیمؓ کا خنجر لے کر نکلنا ایک مشہور بات ہے۔

۳ جنگِ یرموک میں جو خلافت فاروقی میں ہوئی حضرت اسماء بنت ابی بکر، اُمّ ابان، اُمّ حکیم، خولہ، ہند اور اُمّ المومنین حضرت جویریہؓ نے بڑی دلیری سے جنگ کی تھی اور اسماء بنت یزیدؓ نے جو انصار کے قبیلہ سے تھیں خیمے کے چوب سے نو رومیوں کو قتل کیا تھا۔نہ صرف برّی بلکہ بحری لڑائیوں میں بھی صحابیاتؓ شرکت کرتی تھیں۔ ۲۸ ہجری میں جزیرۂ قبرس پر حملہ ہوا تو حضرت اُمّ حرامؓ اس میں شامل ہوئیں۔

میدانِ جنگ میں اس کے علاوہ صحابیاتؓ اور خدمات بھی انجام دیتی تھیں مثلاً: (۱)پانی پلانا، (۲)زخمیوں کی مرہم پٹی کرنا، (۳) مقتولوں اور زخمیوں کو اُٹھا کر میدانِ جنگ سے لے جانا، (۴) چرخہ کاتنا، (۵)تیر اُٹھا کر دینا، (۶)خورد و نوش کا انتظام کرنا، پکانا، (۷)قبر کھودنا، (۸)فوج کو ہمت دلانا۔ چنانچہ حضرت عائشہ، اُمّ سلیم، اُمّ سَلِیْطؓ نے غزوۂ اُحد میں مشک بھر بھر کر زخمیوں کو پانی پلایا تھا۔

اُمّ سلیم اور انصار کی چند عورتیں زخمیوں کی تیمارداری کرتی تھیں اور اس مقصد کے لیے وہ ہمیشہ رسول اللہﷺ کے ساتھ غزوات میں شریک ہوا کرتی تھیں۔

رُبیع۔بنت معوّذؓ وغیرہ نے شہداء و مجروحین کو قتل گاہ سے اُٹھا کر مدینہ پہنچایا تھا۔ اُمّ زیاد اشجعیّہؓ اور دوسری پانچ عورتوں نے غزوۂ خیبر میں چرخہ کات کر مسلمانوں کو مدد دی تھی، وہ تیر اُٹھا کر لاتیں اور ستو پلاتی تھیں۔حضرت اُمّ عطیہؓ نے سات غزوات میں صحابہؓ کے لیے کھانا تیار کیا تھا۔اغواث اور ارماث وغیر کی جنگوں میں جو خلافتِ فاروقی میں ہوئیں، بچوں اور عورتوں نے گورکنی کی خدمت انجام دی تھی اور جنگ یرموک میں جب مسلمانوں کا میمنہ ہٹتے ہٹتے حرم کی خیمہ گاہ تک آگیا تو ہند اور خولہؓ وغیرہ نے پرجوش اشعار پڑھ کر لوگوں کو غیرت دلائی تھی۔

(جاری ہے!!!)